

1929

جلد ۱۴ نمبر ۳۷

مضامین پنچ

بابت ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء

جدید لغات

(نمبر ۲)

اصطلاح - اِنسداد کے ہم معنی ہے جا بجا ہے اصلاح ہو جو انسداد - جیسے ہندوستانی لیڈروں کا تجربہ ایک ہم وحشت ناک نتیجہ - یہ نام تھی ہے لیڈروں کے دل رکھنے کی اکثر تجویز - جیسے ملک کی مشرقی ہم آہنگی حصہ مسلم قوم کی سی پالیسی کی نظر میں کہیں کہیں مل جاتی ہے تو اپنا فقط جاری رہتی ہے - لیکن ہمارے تجارت بے برکتی ہے گرتے ہوئے لیڈروں کو سکھ ملے - بہرحال یہ بات ایک ہم ہو جاتی ہے - لہٰذا اکثر لیڈروں کی جیب میں بضرورت کی قدر ہوتی ہے پر قبل تقریر ہر دور رہتی ہے جب چاہو آزمالو اضافہ - یہ ٹیکس یا ادھار قرض کے ساتھ ایجاد ہوئی - اب ٹیکس کی مرادف ہے -

اطاعت - ؎ از تو ہر روز بھی فرمایند ہوست

گر تو ہمی بیاد غم فراست

زمانہ ہماری دنیا سے ناپید نہیں ہوئی - صرف محل استعمال بدل گیا ہے - ماں باپ کی اطاعت ساقط - اور حکومت کی فرض - اگر ماں باپ کی اطاعت میں تھا پکّی ہو تو ہم لوگ سب ہے اور حکومت کی واجب - اگر ماں باپ اور بزرگوں کی اطاعت میں اگر ہم کو کچھ ملک سب اور ماں باپ کی کڑوی باتیں داخل خاطر ہیں ہر لڑکے کے لیے شوہر اور شوہر ہے جو شوہر کی اطاعت حرام ہے -

اطمینان - نادر الوجود شے - دنیا میں جو لوگ صاحب اختیار ہیں بہت دولت رکھتے ہیں مگر ہم ایسے کرتے ہیں جن سے نفرت ظاہر ہوتی ہے - جو لوگ مجبور ہیں انھوں نے اس کی صورت نہیں دیکھی - بہ مقدار زیادہ اس کی ضد کا نام ہے جو ہر دور کے مزدور اور کاشتکار غریبی سے اصل دولت حاصل کیا جانا ہیں - یہ تو ہیں جنہوں نے ہاتھ میں لگا اطمینان سے ناشناس ہوتے ہیں - جیسے پنچ صاحب کے گناہوں کے ہم گناہ کا محض اور پایا اصل مطلق ہے -

اظہار - وہی شے جو کچہری اور تھانوں میں لی جاتی ہے -

اعتقاد - اکثر استعمال ہونے کے معنی میں مستعمل ہے - دنیاوی آدمی معتقد والوں کا اعتقاد ہے - چونکہ آدمی خود پابند ہیں کیوں نہ دوسروں کو دوست بنا لیتے ہیں مثلاً دوست کی دانی مر جاتے آپ کو اس وقت خبر ہو جب دسترخوان بچھا ہو - کھانا کھا رہے ہوں - پھر لپک لپکے جا رہے ہیں - تھوڑی دیر کے بعد خبر ہو بیٹے کے مرن جا رہے اور شور سے جا کے کہہ دیجیے کیا عرض کروں بھائی صاحب کتنا صدمہ ہوا - واللہ روتے روتے آنکھیں اندھی ہو گئیں - بس آدمی رہ گئی - مگر مجبوری ہے کمال آفت تھی - میں اسی روز حاضر ہوتا مگر نا مہربان کے پیٹ میں درد تھا کہ میں تو کہا کہ انھوں نے بھی آپ کی نانی کا ساتھ دیا - اور رات کو پانی پیچ کر سکون حاصل تھا بچنے کا اعتقاد - دل میں وہم اور مستورات کا خیال آیا تو آج حاضر ہوا ہوں -

اعتدال - عدل حقیقی کا وجود خارج میں نہیں لہٰذا اعتدال بھی ہر وقت انقلاب رکھتی شے ہے - ہم نے بے اعتدالی کے سوا کبھی اعتدال کی صورت نہیں دیکھی - اس لیے پوری تعریف بیان کرنے سے قاصر ہیں - جیسا ستی اور شادی کی جیب میں پیسہ -

اعتراض - آسمان سے آسان چیز جس پر چاہیے جڑ دیجیے - وہ جو بالکل قیر ہو اس کی تہ نہیں ایک ہی ہے جو ہر تمام زمانے میں موجود ہے - مزاج شناس اور خوشامدی اس سے بچے رہتے ہیں مگر جب تک مخاطب سے آشنا سا نہ ہو اور نگاہ اصل جو ہی اور اس بلا میں وہ بھی پھنسے -

اعجاز - آلا اور سازش - شعبدہ بازی کا تماشا دکھا کے لوگوں کو جانے والا آپ کی کمر - کھانے کے لالے کا وصفاء - مردہ ہے اصل -

آغراس - عورس کی جمع - عرس کی جمع عرس کہتے ہیں اس بلائے مبہم کو جو عورتیں آتے ہی انتقام ہیبت پیدا کر دیتی ہے - انسان بار بار ان کے دب کے بس جاتا ہے - آرزی نہیں ہیں اور پھر ان کا اندراج اس ترجیہ اس کا وطن ہے - جب تک چیخیں ہو شور آرام جاتا ہے - اور اگر ذرا بھی بول لگا لے تو پھر دال سوجاتی ہے - یعنی آرسی ہے بچوں کی سی - رفتار ہوائی تو شوہر کے بوڑھا ہے جیسے بزرگ الفاظ سے پیش آتی ہے جو کا ادا کا مزاج لگتا ہے اسی سے یہ صورت ادا ہیں دولہن کو دولہا اور دونوں کو - یہ کہنے کا رواج ہے - یہ کتنے ہیں جانے سے - جب ان کی لڑائی میں آ آئی اور اگر کوئی خرچ کی بات چلی تو وہ تو تو تو تو میں میں ہے اور اب تب تب تب تب کی رٹ ہو جاتی ہے - بچوں کا زیادہ کرانا ہے -

افلاس - مدوسی کی حالت ہو جو کہتے ہیں - یہ شے مثل مجتہدی ہے کہ آئی تو جاتی ہے اور کہا جائے تو ہی شے ہے مشاورت کا پیچھا جاتا ہے اور لوگ عزیز کرتے ہیں اور اس طرح ہے - جیسے ان کی جگہ اس جوڑا ہو کر جان کی بیٹھتا جاتا ہے - یہ جو معنی میں ہی اس جوہر حال کا لفظ کہتے ہیں جو کسی رنگ کے ذریعہ ہر سال کا پایا جاتا ہے لڑکیوں کا جوش جا پہنچتا ہے -

افرغ - خالص ضد کا ہر زبان سے نکلنے کے قابل نہیں - ایک علم ہے جو کچھ مدارس اور سکولوں میں رو کر حاصل ہو جاتا ہے - جو طرح شادی بیاہ پر چھا جاتا ہے اب حاصل کی جاتی ہیں اس علم کو ترقی دی ہے - مگر جیسی مدارس ہندوستان میں موجود نہیں سوائے تالاب کے سر بس جھگڑا ہوتی اور سب سے بہتر علم کے دروازے ہی طالب علموں اور شاگردوں پر کھلا دروازہ کھول دیجیے - سزا کی بجائے بھگتنے کے بعد جو صاحبزادے جھگڑے تمام ہیں لائق ہو گئے ہیں اور کسی کی شادی ہو چکی ہے وہ سنی تعلیم جس کا علم کے داخل حال ان کی مائی قرار پانے کی مستحق ہیں -

ذلت۔ بیزار، [illegible]۔
افطار۔ فاقہ کشوں کا روزانہ [illegible]
[illegible]۔
افلاطون۔ [illegible] سکتے ہیں اگرچہ ایک حکیم
[illegible] کا نام ہے۔
افلاس۔ [illegible] اصل ہے۔ ہر وقت ظاہر کرنے
کی چیز۔ علم کا دشمن اور [illegible] گناہوں کی جڑ۔ زوال
آبرو کا آلہ۔ مسلمانوں کی [illegible]
[illegible] ہے گر یہ
مشکل ہے [illegible]
[illegible] تیج
اور جس کا [illegible] ضروری
ہر کام آتا ہے۔ ہر قسم کی
[illegible]
[illegible]
ہے۔ [illegible]
[illegible]
مسلمانوں کے [illegible]
میں اور مسلمان [illegible]
کے [illegible]
[illegible] ایک دوسرے
[illegible]
[illegible] ہے۔
[illegible] کی جان۔ [illegible]
[illegible] پانی کی کفایت کا [illegible]
[illegible] نتائج [illegible]
بغاوت کی [illegible] سکون [illegible]
پیدا کرے۔ [illegible] بچے [illegible]
[illegible]
[illegible] سے
بچانے والی۔ [illegible] کی دشمن۔ [illegible] جانے والی

بیداری اور خواب دونوں حقیقتوں سے بری ہو گئے
[illegible] سامنے کے مال اُٹھانے چاہئے
دشمن سے دور رہے۔ دوستی [illegible]
سے دل [illegible] بغض سے [illegible] ضرور ہے کہ
لوگ [illegible] کہتے ہیں [illegible]
ہے۔ بات میں بات پیدا کرنا سکھاتی ہے۔ [illegible]
[illegible]
جائے [illegible] سعادت کو
ترقی دیتی ہے۔ اگر ایک [illegible] کسی [illegible] کے
پاس ہو تو ہندوستانیوں کی [illegible] کے پیٹ [illegible]
ریشہ ریشہ تقسیم ہو [illegible]
سبحان اللہ کیا [illegible]
واللہ [illegible] صاحب [illegible] خواب [illegible]
بھی نہیں دیکھا۔ [illegible] پیار سے

[illegible]
ان کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بچے [illegible] ہے کم
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے۔
لوگ کہتے ہیں کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے۔
اقبال۔ ہندوستانیوں
کا قومی دشمن۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کیا جال ہے [illegible]
اللہ [illegible]
[illegible] امیروں کے لئے قابل [illegible]
غریبوں کے حق میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]



تین کام۔ ایسا کہیں جیسے کہ یہ کوئی گڑ بڑ دیا نے جاتے تھا۔ پھر بھی رہنے کا ٹھکانا نہیں۔ مگر کہ جاؤ۔ تاکہ بچا سمجھا جاتا نہیں۔ (باقی آئندہ)

ما۔ بلوری

تفصیل اجمال و تشریح مقال

(جناب میر یوسف علی صاحب)

اودھ پنچ کے گذشتہ صفحات میں ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ نے اس امر کی وضاحت کیا ہے کہ جو حکیم آشفتہ صاحب کی جانب سے استفسار جواب کی غرض سے پیش کیا گیا اصل واقعہ کی اطلاع انھیں نہ تھی انھیں آنھوں نے الفاظ اور تبصرہ کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اطلاع ہوتی بھی تو کیا کرتے۔ مقام شکایت میں کتمان بزدلی اور بے ایمانی ہے مسائل اصلاح زبان کا ہے۔ یا کسی پیر کی ضد یا انتقام کا نہیں جو کسی ضد سے کہ کلام سے کوئی ہیر پھیر ہو یا کہ دہ پھیرنے کی صحت پر کوئی صاحب سند طلب فرمائیں پھر پڑا اور دست پنا نادرست پاتا حیران و مضطرب ہونے کے معنی میں ہمارا اور ضرور ہے سند پر قدرت رکھنے کے باوجود ہم وصول نہ پائیگا۔

جناب ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ نے تھوڑا سچ علم و نظر کے جواب دیا۔ انکے سوال کیا کرنے والات رسولات سب ہی نے بھی کیا بلکہ حکیم آشفتہ صاحب کے استفسار کا جواب جن لوگوں نے دیا ہے اُن میں سے بعض نے جا بجا سند بھی دی ہے۔ برخلاف انکے مرزا محمد عسکری صاحب نے جتنے جواب طلب کرکے شائع کئے ہیں بجز دو شخص (کاتب) اور ایک صاحب کے کوئی دلیل اور انکار قرین نہیں کی۔ یہ صحیح ہے کہ سند مسکرہ سے ثبوت کا مطالبہ لازم نہیں سمجھتی لیکن سبب انکار کا اظہار منکر کے واسطے بھی ضروری ہے اسلئے مطلق انکار کافی نہیں۔ ایسا منکر جو انکار کے اسباب سے بے خبر ہو ملامت و رد کا مستحق ہے ہرگز خطاب کے قابل نہیں۔ آداب و اصول کیسے رستاؤں میں سے وقت متعدد

کتابیں قدیم و جدید کاملین کی موجود ہیں انھوں نے انکار عدم علم و نظر و غیر مستقل بطلان پیش کی تحقیت و عدم تحقیت پر بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں ان کا آداب طرق ہی بتایا ہے۔ اگر غور سے دیکھو تو مرزا محمد عسکری صاحب کا کسی محاورہ یا لفظ کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ سوقی ہے پھیلیدا کیا ہے بازاریوں کی بول چال ہے ایک دعویٰ ہے جسکی دلیل خود انھوں نے ارشاد نہیں کی۔ آخر نفس کی حیثیت سبب کی تھی انھوں نے بعض اہل زبان کی شہادت بطور ثبوت و جواب پیش کی۔ شہادتیں بازاریوں اور پیشہ وروں کی نہیں ہیں مسٹر محمد عسکری صاحب نے "روز بطال" میں جواب دینگا اول کا بازاری ہونا ثابت کیا ہو کر آگے کر اور دوسرے کو تھوڑی سی تحقیق مل جاتی اور وہ کہیں نہ یہ چال ہو جاتا۔ آپ کی جانب سے یہ کہا گیا کہ سب طرفداری کرتے ہیں۔ اچھا طرفداری کرتے ہیں بجز طرفداری کا ثبوت کیا ہے؟ تو ایک طعنہ دعویٰ ہوا۔ بہر حال کچھ لوگ آشفتہ صاحب کے رفیق ہیں مگر وہ سب اہل زبان ہیں اور شعر و انشا پردازی کچھ لوگ مرزا صاحب کے طرفدار ہیں اگر چہ ان کی تعداد بہت ہے لیکن انشا پردازی میں انھیں کوئی رتبہ حاصل نہیں کچھ بیرونی ہیں۔ دو ایک دہلی اور لکھنؤ کے ہونے کے باوجود شاگرد اور نظر و گی کی سادہ کے کلام سے روشناس ہو آشفتہ صاحب کے حریف نے پیش کیا ہے وہ بے خبر ہے۔ ان لوگوں کے جواب دعائیں ہیں اور وجوہ کلام سے شعر۔ کسی نے بھرے سے بھی الفاظ بمبرط معانی تحقیق کی جرأت نہیں کی۔ اگر کوئی جواب اس اعتراض سے پاک ہو تو اس کا حوالہ دیجئے۔ علامہ صاحب مرزا و کی نو شاد میں کوئی شخص حق پوشی کرے ممکن ہے حکیم آشفتہ صاحب کی نوشادی سے کسی کو گنجائش نہ رہی نہیں۔

زندہ دلی ہے جہاں دہ زندہ دلی ہے

اگر لوگ ایسے ادنیٰ معاملے میں طرفداری کرتے اور ایمان بیچ دیتے ہیں تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ

مرزا صاحب کے حاصل کئے ہوئے جوابات مصنوعی نہ گھڑ لئے گئے ہوں ہیں۔ خیر آبادی۔ یا شخص کا انھوں نے خود ہی لقب تحقیق گر کر نام بنے کا کام کو سبق دیا ہے۔ دیکھئے ان کو خرابات ا استخبر صفحہ ۳ کی عبارت (آئندہ) وغیرہ۔ ریتا۔ دعوت۔ ممتاز حسین کی جانب پر توجہ کیجئے) علامہ صاحب کے نو شاد کی ایک خوش فہمی عمر بھر قصہ دوں جھگڑوں خرابیوں کی زبان پر صرف رہے ایسے لوگوں سے اپنی زبان کے متعلق ہشتہ مرزا صاحب ہی کو مرغوب ہونا چاہیے لیکن بتائیے کر آخر یہ کیسی طرفداری کے الزام سے بری ہیں؟ جناب مظفر۔ بجز علامہ صاحب کے علاوہ میں یہی ہونا کیا جناب ثاقب۔ ایک دارالعلم۔ دوسرے بھی صاحبزادے کے اہالیان سرائے ہیں۔ بجادہ سعد کے ذکر ہیں۔ دیکھیں۔ نہ کے نہیں۔ ذرا بچہ کر انکی طرف کیجئے شکلہ کی نسبت ذرہ ہی جائے؟ جناب فصاحت لکھنؤی کی عمرا میروں کی نو شاد میں صرف ہوئی۔ وہ آج تک اس شالی سوال کا صحیح اور اکثر تحقیق کئے ہیں جو ہو چکا مصطفیٰ علیہ بہادر نے مرحوم ممتاز الدولہ نواب کو دو صورت کی ہے کہ کی تقریب میں دیا تھا اور وہ انھیں مل گیا۔ ان سے ممکن نہیں کہ اپنے عالیشان رئیس کا جواب رکھنے کے بہادر رسیدہ تحریر کرنے بہادر سے علوم سے کہہ چکی ہیں۔ کلام میں کہاں کے نہ ہونا کسی کتاب کا درس لیا ان کے کلام میں کہیں صحیح نہیں ہے۔ اور کیم جولائی اودھ پنچ ۱۹۲۹ء منتخب کلام ہاتف لکھنؤ حضرت فصاحت۔ نظم و نقا و کمالات ہے۔ مگر وہ فاقوں کا پاس سند پہنچا کی ما عادت کی وجہ سے استاد نادرہ تو تھے ہی وہ استاد بھی ہوگئے۔ مرزا صاحب کے دہنی قرین ہے کہ کر چھوڑ دیں؟ اور کیوں نو شاد نہ کریں؟ اور مرزا صاحب کے دو اکمل طرفداروں نے جناب فصاحت اور جناب نظم طباطبائی کے جواب بڑے جلیل بکمال ہیں۔ مشاہیر میں سے ایک جناب نظم طباطبائی کی ذات مجمع کمالات علوم و فنون عرفان و غیرہ ہوگی۔ وہ فارسی اور اردو کو خوب جانتے ہیں اور قیام لکھنؤ کے زمانے میں بعض مسائل

علیہ الرحمہ پر گرج بھی ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب پی ایچ ڈی مرزا کے کمالات سے ... نکتے تشریف قابل ہیں ہم اس کا الزام نہیں دیتا جناب ... صورت ... سے بھی غرض نہیں ہیں ... ایسے ... کون ... کیا ... ایک ایسے پاک باطن ہیں جو ... جہاں ان لوگوں کی ادبی مخالفت کا جو ... انھیں مرزا محمد عسکری صاحب کی عنایت سے مل گیا اس سے پہلے کیوں اعتراض فرماتے ... کو ... ہیں ... دو ... سننے ... نہیں آتا۔ ... پیش کرنا چاہیے ... یوں کہتا ہوں ... کہیں لوگ ... اساتذہ ... اہم کو ... خیالات خلاصہ کرکے اصلی ثابت کر دیں۔

خیر اب تو یہ دا ... کرنا پڑے گا۔

(۱) آپ فرماتے ہیں کہ ... رنگ میں ... جاتا ہے ... معلوم ہوتا کہ رنگ میں ڈوب ... غلط ہے کیا آپ نے حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے نام جناب ... لکھنوی ... میر ... علی صبا کا یہ شعر ... تمام لکھنؤ ... نہیں فرمایا ہے

مختاری ... پوشاک ... ہوتا ہے
... سا لباس ... کو ... ہیں

کیا آپ نے تذکرۂ میرزا ابو طالب خاں ... میں ... میر تقی ... کی بیگم کا یہ شعر نہیں دیکھا۔ ان کا ذکر آئندہ کسی قدر تفصیل سے آتا ہے

کہیں کیا ہم ... کی ... دیکھیں
... جائے کہیں ... پسینا میر ... کا

مشہور شعرا کے تاریخی ... کا ذخیرہ بھی ہمارے پاس نہیں ورنہ حضرت کو معلوم ہو جاتا کہ بہت کم شاعر ایسے ملیں گے جنھوں نے رنگ کے ساتھ ... کا استعمال نہ کیا ہو۔ چنانچہ جناب نواب سید ... صاحب آہ کا مصرع بروایت جناب شمس العلماء السید سبط حسن صاحب ... ہے

... اگر بھی ... رنگ
لکھنؤ کا ... ایک ... سے ... علی ...

دہلی کے اہل زبان میں جناب نواب سائل اور جناب ... کو تعجب ہے کہ ایسے عام لفظ کے لیے سند کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

(۲) ... کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ وہ آہنگ سننے میں نہیں آتا۔ یہاں آپ کی بات مستعمل رہتا نہیں۔ آپ کا فرض ... کے ... اس لفظ پر اعتراض کرتے۔ آپ کے ... ساعت کی ذمہ داری کون اپنے سر لے سکتا ہے

یہ فصل ... کا اعتبار ہے جس طرح میر مرحوم نے ... صنعت ... قرار دی ہے۔ ... اعتبار میں ... اسی طرح صد ... کے اور ... کے آشفتہ نے بھی ایک اعتبار کیا ہے ... اعتبار ... نہیں ... دلیل کا محتاج ہے ... نے اپنے جواب میں دلیل کی طرف ... کیا ہے۔ زیادہ ... آپ دیکھیں گے کہ ... میں اس کا استعمال ... نہیں لیکن آشفتہ ... یہاں شعر کا ... کر رہے ہیں۔ معشوق کی ... قتل ... کی ... کون کرتا ہے ... دو ستانہ ... کی جاتی ہے۔ آنکھ کے بارے میں جلانے اور مارڈالنے کے متضاد اوصاف اس ... نے بیان کیے ہیں

... سورت ... سیام ... تتار
جیت ... جھک ... ہے ... جاتا ہے

آنکھ کا بیمار ... ۔ آنکھ کا ... آل ... ہے تو شعر کے بارے میں ... کہنا کیوں ... ہے ... کی ... عیب نکالیے تو کچھ سمجھ میں آئے۔

حضرت ... بلاغت ... ہے ... کیا ... ہے۔ ... احمد ... عباسی کے ... سے ... قسمیں ایجاد ہوئیں۔

... میں ... نے (۱۰) انواع ... بصورت کتاب جمع کیے تھے۔ ... نے (۱۳) ... ان میں ... ابو ہلال عسکری نے (۳۵) نئے اقسام ... رشیق قیروانی نے (۶۳) اقسام جداگانہ جمع کیے

شرف الدین تیفاشی نے ... کی گنتی ... ابن ابی الاصبع نے (۹۰) ... تک پہنچائی۔ اور اس کتاب کا نام تحریر التحبیر رکھا۔ ... کی ... صنعت آفرینی ایجاد سے غافل نہیں ہو سکتی ... نئی صنعت کا ایک شعر ... جاتا ... تعریف کتابوں میں ... شیخ تقی الدین ابی بکر المعروف با بن حجۃ الحموی نے اپنی کتاب خزانۃ الادب و غایۃ الارب میں (۱۴۲) قسمیں فراہم کیں۔ خود ہی اس کی شرح پر ایک ضخیم کتاب لکھی اور فصاحت و بلاغت و نکات شعر و شاعری پر ایسی ... کہ صرف ایک کتاب کا مطالعہ دوسری کتابوں کی ورق گردانی سے مستغنی کر دیتا ہے۔ ... میں ... خاصیت ... پیدا ہوئیں۔ ... ہر ایک ... نظر کو ... آتی۔ قبائل عرب دوسرے ممالک میں پھیلتے گئے۔ ... نہیں۔ یونان بھی ... کا مرکز تھا ... چین بھی یورپ کے دوسرے ممالک بھی۔ ... خیالات کے ... تھیں سلیمان اور وسط نجد و حجاز کے ... قبائل ... اور ... کی ... نے ذکر کیا۔ ... غسان ... روم و شام کے طرز بیان سے متاثر ہوئے ... ہر ... کا ... وسیع ہوتا گیا اسی قدر ... کی خدمت بھی ... پھیلائی گئی۔ اصول مرتب ہوئے۔ فصول ... کتاب ... شیخ شمس الدین الکفانی ... صرف تشبیہ کے اقسام ملاحظہ فرمائیے۔

تشبیہ ... تشبیہ ... تشبیہ ... تشبیہ ... تشبیہ ... تشبیہ استدلال، تشبیہ ... تشبیہ ... اگلے اقسام شمار کیے جائیں اور مثالیں لکھی جائیں تو دفتر ہو جائے۔



نمبر(۱) نغمۂ ہندی = "پیں پیں پیں پیں - پیں - پیں - پیں - پیں"
نمبر(۲) ساز ولایتی = "ٹوں ٹوں ٹوں - ٹوں ٹوں ٹوں"
} سرگم جدید قسط اصلاحات مبنی بر نفرات بامعنی
مسٹر پنچ = واہ واہ تانت باجی راگ بوجھا - استاد کیا کہنا۔



گل بصد جلوه برآشفت در بهشت

باد صبا حکایت گفت در بهشت

به سعدی دهر بس کرده چند روز

مو لطف و غنچه کرده شگفت در بهشت

اگر [illegible]

[illegible] گلکاری

خود چونکہ آپ نے یہ کتابیں خواب میں بھی نہ دیکھی ہوں گی۔ ہم نے دیکھے پڑھنے میں آنکھیں پھوڑی ہیں۔ یہی ہے اصغر صاحب کہ اس میں بجز مخالفت کے کوئی ثمر معلوم نہیں ہوتا۔ زبان کے متعلق ہمارا فرض دو جملوں میں کہا جاتا ہے۔ قدیم محاورات میں نقصان نہ ہو۔ الفاظ قدیم مطالب کے لئے جو انتخاب ہوں وہ صحیح معنی اور لطف معنوی سے درست ہونے پائیں۔ ان دونوں باتوں کی پابندی رکھنے کی کوشش ہمارا فرض ہے جس کا اٹھانا آسان نہیں۔ ہماری بول چال پر پوری طرح ہجس شگفتہ نہیں زبان کی حفاظت صوری و معنوی استقامت سے تکمیل نہیں۔ اس گہرے کے (اردو) کے ترقی کی راہیں نکالنا ان دونوں باتوں سے زیادہ ضروری ہے۔ ولی نے اپنی ترقی کی کہ پرانی کتب لغات بیکار نہیں ہوئیں۔ جہاں تو اتنا کہ مستقل رات جیتی نئے الفاظ زیادہ ہوتے رہتے ہیں چھوڑ زبان اپنی طرز اختیار کرے گی وہ تو ایسا الفاظ پر پورا ہے۔ میاں سلیم مرحوم کی طرح الفاظ کی ریجاد کوئی شغل نہیں "پانی پر تاگیا" بھی گویا پرستیاں ہوں گے۔ اس قسم کے خرافات بچے بھی گھڑ سکتے ہیں اگر زبان رواج پا جائے تو پرانے الفاظ متروک ہی دنوں میں فہرست کتب لغات روزی کی نذر۔ قدامت کی جگہ کاوش رائیگاں اور غیر مفہوم ہو جانے میں کوئی کلام نہیں۔

(۳) "تعویذیں پاکر دیجئے" پر آپ اصلاح دیتے ہیں "تعویذیں اُتار دیجئے" کہنا چاہئے۔ کیوں؟ آپ کی خاطر سے؟ قُل جلوں اور سپاہیوں کا ایک محاورہ خاطر کے لئے اور اتار ہونے کے بعد میں استعمال ہوا ہے۔ گھلانے کا کام ختم ہوتا ہے گویا آپ کو حق ہی کیا ہے۔ یہ نقاد کے کارگر چھنے اور فتح عظیم پانے سے کتا ہے۔ کیا ایسی کوئی خلاف تہذیب ہے؟ ذرا سچ کہئے۔ یہاں ایک محاورہ بھی مستعمل ہے "فلاں چیز کی بھیر کردی" جو رنگ خارج سے ۔۔۔ اطلاع ہے کہ یہاں ایک پلٹن تھی جس کا نام تھا

"ڈھیر پلٹن" تو اسے دار ہندوؤں سے اس نے انگریزی رزیڈنٹ کے ساتھ انگریزی پلٹن پر سبقت حاصل کی علاوہ انگریزی پلٹن کے پاس ولایتی کارتوس والی بندوقیں تھیں مگر ۔۔۔ کے اعتبار سے کئی سو فیر ڈھیر پلٹن کے گنتی میں زیادہ ہوئے کیا آپ کی خاطر سے یہ محاورہ بھی ترک کر دیا جائے جو لطافت اور کثرت کسی فعل یا شے کی ظاہر کرتا ہے۔ اور تو نئے اہل زبان جاری بولتے ہیں۔

(۴) "اس مطلع کی منزل یا مطلع سے مراد تھی؟" اس بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ مطلع اور منزل میں ایہام تناسب ہے "مطلع بول گئے ہیں" یہ کوئی اعتراض ہوا کیا ایہام کی قسم "بے جا" سے خارج ہے؟ ایسے موقع پر یہ بھی لطف دیتی ہے کس کا کلام ایہام کے گناہ سے پاک ہے؟ اس کا نام لیجئے۔

(۵) "آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں" آپ کے نزدیک صحیح نہیں۔ "آنسو آنکھوں میں ڈبڈبا آئے" کہنا چاہئے۔ اس ارشاد کے ساتھ جناب والا ایک خوشنما جملے بھی لکھ دیتے تو اچھا تھا۔ واللہ تم سلامت رہو ہماری خاطر سے یوں ہی جس طرح ہم کہتے ہیں یہ حضرت دوسرے کو بالکل کہتے ہیں اتنے دلیر اور کتنی آیوں ہو گئے۔ اس فقرے کے متعلق گزشتہ نمبر میں فارسی اور عربی مجھے جا کے سند میں پیر ضیا۔ میر انیس۔ میر تقی وغیرہم کی پیش ہو چکیں۔ وہ ہمارا بیکار ہے ؎

"دامن کے آگے رو دیئے اپنے دو سے کھ گئے"

سادہ ڈھلا ہوا شعر یہ کیا جاتا ہے کہ میر انیس مرحوم اس بیت میں "چشم" اور "ساگر" کہہ کے اس محاورہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ہر لک کی چشم آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی

حالانکہ قدیم اردو میں "چشم" اور "ساگر" ایک ہی چیز بھی گئی۔ بلکہ جہاں "آنکھ" نظر ہو سکتی تھی وہاں بھی "چشم" موجود ہے۔ یہ استعمال بغیر کسی امتیاز کے عورتوں کی زبان سے بھی سنا جاتا ہے۔ عورتیں بچوں کو سلانے کے لئے "لوری" دیتی اور کہتی ہیں۔

"چوموں تیری انکھیں" "تیری بھو کو مسکے کہ" "تجھے پھر بھی چوموں گی" "چوموں تیری پیشانی" سعادت کی نشانی تجھے پھر بھی چوموں گی۔

مرثیے کے قصہ بے تفصیل ہیں۔ ایک شعر عام طور پر پڑھا جاتا ہے ؎

چشموں سے ہیں کے چوم لوں تربت حسین کی
یارب ہے نصیب زیارت حسین کی

ساتھ ہی گستی جاتی ہیں بڑے بڑے میاں مظہر بھی جی میں کہیے کیا آپ نے یہ شعر بھی نہیں سنا! میرزا یوں فرماتے ہیں ؎

تک چشم میں بھی سرمہ کا دنبالہ کھینچیے
اس سمت کے بھی ہاتھ میں تولا ایک دھر

دوسری غزل میں ارشاد ہوتا ہے ؎

چشم ہو تو آئینہ بھی ہے تو ہی
منہ نظر آتا ہے دیواروں کے بیچ

میر کو شعر آتش جو لکھنؤ میں گھر ہوئے اور آصف الدولہ کے ملازم ہوئے کہتے ہیں ؎

مند گئی چشم ترے عاشق کی
مرگ میں بیٹھ یا یاراست کر

میر حسن مرحوم ؎

ہے پارہ عشق جگر دیکھیے کہیں
اے چشم ترے ہاتھ سے آیا گزر ہے

میر کو شعر ذکر ہوا، عالم آرا ہی تھے ایک تفسیر کے مصنف عربی فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے ان کی بیگم کا تخلص "فوق" تھا اپنے شوہر کی شان میں غزل کہا کرتی تھیں اُن کا فارسی کلام بھی کہیں ہمارے روزی خانے میں ہے۔ میرزا ابو طالب خاں اصفہانی مشہور مہ لندنی اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں کہ یا ہم بازخسن و جمال بیوی شوہر۔ لکھنؤ میں ایک تھی۔ ایک مرتبہ ان کے شوہر آصف الدولہ کے دربار میں گئے تو انھوں نے اپنے شوہر سے یوں شکایت کی ؎

نہر کا وصل سلطنت جم سے کم نہیں
گر ہاں حور ہوئے تو کچھ اسکا غم نہیں
ملنے دربار کو گئے اے میرے بادشاہ
گر کا وزیر بھی تو کچھ آصف سے کم نہیں

اسی طرف اشارہ ہے

آنکھ کے معنی چشم کے کتنی ہیں۔ اُن کی بھی غزل کا لفظ چاہیے جگہ بی دیجی ہے

گر نشا ام کرتا ہے پیدا کرتا ۔ یہاں شرم کو وہ شیدا کرتا
اللہ چاہے کو کرتا ہو شب ۔ اس کو مستوں کو نہ بیدا کرتا
حُسن عربی ہو شدہ تا بکہ ۔ عشق کب اپنی جتا کیا کرتا
چشم تو تیری ہے نرگس ۔ نئے کب ساغر و مینا کرتا

کل نرگس کا ہم دو چشم کی شکل
حب یہ جلک جلک کے ندیا کرتا

دوسرا مقطع کی غزل کی تخمیس ۔۔۔ جو اسطرح ہے۔ یہاں ۔۔۔ لفظ ۔۔۔ کہا ہے۔ اسکا ایک شعر ہے ۔ طبع محل کی طرح چشم رکھا تی ہو ہیں

ساقی سیہ ۔۔۔ بادا صاحب
چشم سکا نہ ۔۔۔ آنکھ رکھا ۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ کیا ہم بہت گرم نگاہی کے مستحق ہیں یہ شعر کی طرح جلا کے ۔۔۔ ہیں جو شمع کی ۔۔۔ ۔۔۔ تو ساقی یا گول کے رکھا ۔۔۔ شمع جو زرق ۔۔۔ کہ کوئی نہیں ہو کوئی جل جائے نہ تو دیکھتے ہیں ہے

نرگس چشم کا عطر ہو مر دار یوں چڑھے
چاہیے سارا جہاں خبر فرشتاں ہو جائے

ان تمام شعروں میں چشم کی جگہ آنکھ ۔۔۔ کسی خوبی و معنوی تمیز یا نظم محاورہ و زبان لکھا سکتی ہے۔ مگر یہاں تو آنکھ اور چشم کیساں حالت میں ہیں۔ چشم کہنے سے محاورے میں کوئی نقص یا سقم پیدا نہیں ہوتا۔

اللہ کیسے کوتاہ نظروں سے سابقہ پڑا ہے جو نظم و قدیں لے لینا چاہتے ہیں علم سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔ رہ رہے اتنے پڑے سے اور دعوت کا خیال

باقی آئندہ

واقف

ادبار الادب دارالانتشار
۲۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء

خوش ۔۔۔ جو ۔۔۔ گنجائش ۔۔۔ جواب کی تنقید ۔۔۔ ہوسکی۔ دفتر میں ۔۔۔ آئندہ ۔۔۔

۔۔۔ ایڈیٹر

ملا نانِ فرخ کی نوٹ بک

"ادیب"

سالانہ ۔۔۔ ہے۔ سالانہ ۔۔۔ اسلامی ۔۔۔ رسالہ ہے جو نیاز احمد تحسین انعام کے ہاتھوں میں ہے۔ لکھنؤ سے نکلتا ہے۔ شعرا و ادبا کی تربیت اور سیاست کی صحیح واقفوں پر خدمت مقصود ہے۔ ۔۔۔ کے ادیبوں کے تعصب کا ازالہ اسکی غایت ہے۔ کام نیک ہے۔ ۔۔۔ آجکل لکھنے والوں اور مصنفوں کا یہی رنگ ہے کہ ۔۔۔ پوشیدہ ۔۔۔ کوشش ہو کہ آستین میں چھپا نہ پائے کہ ۔۔۔ نکل کے دھڑکی ۔۔۔ ۔۔۔

جب ہندو مصنف کی یہ ۔۔۔ کسی مسلمان کی زبان سے نکل جائے تو وہ غیر مستند اشخاص کی فہرست میں داخل کر لیا جاتا ہے اور کسی غیر مستند کو اگر کبھی ادیبوں کے متعلق کوئی مضمون لکھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو مسلمانوں پر نکتہ چینی کے علاوہ سیاسی نظم ۔۔۔ ۔۔۔ نہ ہی نظر آتے ہیں کیا مسلمان ۔۔۔ والیان ملک سے جانی نہیں ۔۔۔ قدم زمانہ میں ۔۔۔ ترقی سے دور کر تا جاتا ہے محنت کرنے والوں کی محنت اکارت۔ ہندو مسلمان ہونے کا سوال تو اسی سے ختم ہو کہ ۔۔۔ ہندو کی عنایت سے ہر قسم کی ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ سُنا دکر ۔۔۔ ہے۔ یہاں تو سُنی نہ کوئی شیعہ کے کمال ذاتی ۔۔۔ ۔۔۔ کرتا ہے کہ وہ سنیت کے گناہ کا مرتکب ہے اور یہ گناہ قابل عفو نہیں۔ یا ۔۔۔ بالعکس شیعہ مصنف ۔۔۔ ماہرین کی تحسین ۔۔۔ نہیں کرتا کہ وہ سنی ہو کے ۔۔۔ ذاتی اوصاف ضائع کر گیا۔ ۔۔۔ ہم خوش ہیں کہ یہ رسالہ جاری ہو گیا اور اپنی روش کی ابتدا اسی نمبر سے اس نے شروع کر دی ہے۔ خدا مبارک کرے۔ ہم استدعا کرتے ہیں کہ ہر ہونے کلمی ۔۔۔ علم سے ۔۔۔ کششوں کی ۔۔۔ نقش و نگار بنا لیں۔ مقام اشاعت ۔۔۔ ۔۔۔ مُدیر سید ۔۔۔ حسین صاحب ہیں۔ ۔۔۔ قیمت ۔۔۔ روپیہ سالانہ ہے۔

پرنسپل ۔۔۔ کی ادبی کانفرنس

"اسے ۔۔۔" ۔۔۔

اس کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۔۔۔ ہے ایک جانا کہ ۔۔۔ شریک ۔۔۔ سے محروم ہو گیا اسلئے ۔۔۔ دائس ۔۔۔ ہے۔ جیسے کا ۔۔۔ اٹھایا۔ جناب صدر ۔۔۔ کے ۔۔۔ دو صوبوں نے ۔۔۔ رنگ ۔۔۔ بیٹھنا ۔۔۔ ۔۔۔ کر کے ۔۔۔ ۔۔۔ ایک تھالی ایک ۔۔۔ طرفین ۔۔۔ اشاعت ۔۔۔ کالی ۔۔۔ ۔۔۔ صاحب نے ۔۔۔ کیا ۔۔۔ ساتھی سے کہا تم ۔۔۔ آگ ۔۔۔ کوری کو شت ۔۔۔ ساتھی آگیا ۔۔۔ ساتھی سے کہا ۔۔۔ ۔۔۔ آگ ۔۔۔ گیا شور ساکہ ۔۔۔

رنگریز نے کہا ۔۔۔ یہاں برتی کی ۔۔۔ نہیں۔ وہ دیکھو ایک آدمی کنویں سے ڈول کھینچ ۔۔۔ آ ۔۔۔ آگیا ۔۔۔ اب رنگریز نے ۔۔۔ کی ۔۔۔ آ ۔۔۔ کھانا ۔۔۔ صاحب ۔۔۔ زرا ۔۔۔ شرم آتی ہے ۔۔۔ کی ۔۔۔ اب آخری ۔۔۔ کی تعمیل کروں گا ۔۔۔ جان ہے ۔۔۔ نہ جاسکے؟ بلحاظ ۔۔۔ کی ۔۔۔ کرتا ہے ۔۔۔ کامیابی مبارکباد کہنے میں تعجیل نہیں کرتا۔

اصلاح ادب ۔۔۔ پنچ لکھنؤ ۔۔۔ کے ۔۔۔ میں جو مضمون ۔۔۔ حضرت ۔۔۔ یہ ۔۔۔ کیا جاتا ہے۔

کارٹون میں ۔۔۔ تاریخ اشاعت غلط درج ہوئی اسکی تصحیح کر لیجئے یعنی ۲۹ اکتوبر پڑھئے۔

ضعیفی دور کرنے کی تدبیر

موت کو کوئی نہیں روک سکتا لیکن [illegible] ضعیفی [illegible] کی تدابیر [illegible] جلد [illegible] وقت [illegible] ہر [illegible] زیادہ [illegible] سے [illegible] علاج [illegible] فائدہ حاصل [illegible] قیمت [illegible] ایک روپیہ [illegible] تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکہ سنہار کی کمپنی متھرا

جس طرح [illegible]

تاریکی کا دور ہونا قدرتی امر ہے

[illegible] ضعف [illegible] خرابی۔ [illegible] اور دیگر امراض [illegible]

ایجنٹ اودھ پنچ [illegible] لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ [illegible] جمع کرنا ہوگا۔

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible] ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

(۵) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اگر آپ [illegible] ہیں [illegible] حاصل کرنا [illegible] اگر آپ [illegible] فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو [illegible] دوا خانہ معدن الادویہ [illegible] فہرست [illegible] نام مخزن کتابت [illegible]

المشتہر

منیجر دوا خانہ معدن الادویہ لکھنؤ [illegible]

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۰، ۱۹۲۱ء

(۱) اردو [illegible] مضامین [illegible] قیمت [illegible]

(۲) [illegible] قیمت مع محصول ڈاک [illegible]

(۳) [illegible] قیمت [illegible] علاوہ محصول۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظرافت

یعنی

منشی سید سجاد حسین صاحب ایڈیٹر اودھ پنچ لکھنؤ کا [illegible] نہایت دلچسپ نظم ہے۔ [illegible] شاعری کی [illegible] شاعرانہ استادی سے [illegible] قیمت [illegible] ٹکٹ بھیجکر [illegible] آرڈر [illegible] ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کے [illegible] پڑھ کر [illegible] سکتا ہے۔

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے۔

اس [illegible] اول [illegible] اس سے بہتر کتاب [illegible] نہیں ہوئی ہے [illegible] حصہ دوم میں مصنف نے اساتذہ فن کے [illegible]

کو

[illegible] بنا دیا ہے

یعنی

[illegible] کتاب پر [illegible] دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

[illegible] اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں [illegible] کتاب [illegible] استادوں کا سرمایہ [illegible] ہے۔

اصل قیمت علاوہ محصول [illegible] ہے لیکن جو صاحب [illegible] قیمت [illegible]

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اردو زبان کی ہر قسم کی کتابیں اس پتہ سے طلب کیجئے۔ منیجر جنرل بکڈپو [illegible] لکھنؤ